اپنے ایمان کا جائزہ لیجئے

ڈاکٹر عبد الحی عارفی

خلیفۂ مجاز حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

زبان و قلم کا اِک حسین امتزاج

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے گھر پر جمعۃالمبارک کو منعقد ہونے والی ایک مجلس کا خطاب جیسے ڈاکٹر صاحب کے قلم نے ایک مؤثر اور فکر انگیز مضمون میں ڈھالا

الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کا احسان عظیم ہے کہ ہم لوگ کچھ دیر کے لئے اللہ اور اس کے رسول سلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہماری زندگی کے بڑے غنیمت لمحات ہیں۔ آج کے دور میں اللہ پاک سے ہر وقت عافیت مانگنے کی ضرورت ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس زمانے میں عافیت سلب ہوتی جا رہی ہے، ہر طرف ہمارے ماحول اور معاشرے میں بڑے صبر آشوب فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ یہ قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ جو علامات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں وہ ظاہر ہو رہی ہیں اس لئے ہر وقت پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنے اعمال و معاملات کو ہر طرح کی بے عنوانیوں سے بچاتے رہیں، کثرت سے توبہ و استغفار کرتے رہیں اور اللہ پاک کی موجودہ نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہیں تو انشاء اللہ ایمان محفوظ رہے گا۔

میں اس مضمون میں اپنے اور آپ کے ایمان و اسلام ایک اجمالی جائزہ لینا چاہتا ہوں تاکہ موجودہ فتنوں کی صورت حال سامنے آجائے اور ان سے بچنے کا اہتمام کیا جا سکے۔ میں اپنی طویل عمری کی بناء پر زمانے کے بہت سے انقلابات اور الٹ پھیر دیکھ چکا ہوں اور اب دیکھتے ہی دیکھتے زندگی کے ہر گوشہ میں جو دینی و دنیوی انقلاب رونما ہو چکا ہے اور جس تیزی سے وہ بڑھ رہا ہے اس کے مستقبل میں نتائج تصور کرکے اور آئندہ نسلوں کی تشویش ناک صورتِ حال سے بعض اوقات دل و دماغ لرز جاتا ہے۔

یہ تو حقیقت ہے کہ اب قرب قیامت کا زمانہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن فتنوں کے ظہور کی نشاندہی فرمائی ہے وہ تو ظاہر ہو کر رہیں گے۔ احادیث میں جتنی علاماتِ قیامت ارشاد فرمائی گئی ہیں وہ کچھ تو برملا اب نظر کے سامنے ہیں اور جن کا ابھی وقت نہیں آیا وہ آئیندہ بلاشبہ ظاہر ہو کے رہیں گی۔

۱۔ ایک حدیث میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نیک اعمال میں جلدی کرو، مبادا وہ وقت آجائے جس میں ایسے فتنے واقع ہوں گے جو اندھیری رات کے مختلف حصوں کی طرح ہوں گے (کہ حق ناحق کا پہچاننا مشکل ہو جائے گا) اس دور میں صبح کو آدمی مسلماں ہوگا، شام کو کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا تو صبح کافر ہوگا۔ معمولی سے دنیوی نفع کے عوض دین کو فروخت کر دے گا۔

۲۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے عنقریب ایسے فتنے آنے والے ہیں کہ جن میں آدمی صبح کو مومن ہوگا، شام کو کافر، مگر وہ شخص کہ جس کو اللہ تعالیٰ علم کی بدولت زندہ رکھے۔

۳۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک فتنہ ایسا آنے والا ہے کہ ہر طرف سے جہنم کی طرف لے جانے والے بلا رہے ہوں گے۔

۴۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے، ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں عالم دین کی اتباع نہیں کی جائیگی اور نہ حکیم آدمی سے شرم کی جائے گی، نہ اس میں بڑے کی تعظیم ہوگی نہ چھوٹے پر شفقت۔ دنیا حاصل کرنے پر آپس کا قتل و قتال ہوگا۔ جائز کو جائز نہ سمجھیں گے، ناجائز کو ناجائز نہ سمجھیں گے۔ نیک لوگ چھپتے پھریں گے۔ اس زمانے کے آدمی بدترین خلائق ہوں گے، حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہ فرمائیں گے۔

ڈاکٹر عبد الحی عارفی
خلیفۂ مجاز حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

اپنے ایمان کا جائزہ لیجئے

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی شمار کرایا ہے کہ خاندان میں حقیقی مومن بکری کے بچے سے زیادہ ذلیل اور ناقابل التفات سمجھا جائے گا۔ نیز علامات قیامت میں یہ بھی وارد ہے کہ فاسق لوگ خاندان کے سردار سمجھے جائیں گے اور کمینے لوگ قوم کے ذمہ دار ہوں گے اور اس وجہ سے آدمی کا اعزاز کیا جائے گا کہ اس کے شر اور نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔ نیز یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ گانے بجانے والیوں کی کثرت ہو جائے گی۔ باجوں کا زور ہوگا۔ شراب کثرت سے پی جائے گی اور امت کے اسلاف کو بُرا بھلا کہا جائے گا۔

۶۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی دیندار اپنے دین کو سالم نہیں رکھ سکے گا مگر یہ کہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ میں جاکر چھپے کہ جس طرح لومڑی اپنے بچوں کو لئے پھرتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہوگا جس میں حلال روزی مشکل بن جائے گی اور بغیر اللہ کی نصرت کے حلال روزی حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا۔

۷۔ اِسی طرح علاماتِ قیامت میں یہ بھی وارد ہے کہ غیبت پھیل جائے گی، مالداروں کی عظمت کی جائے گی، منکرات کرنے والوں کا غلبہ ہو گا، تعیرات کی کثرت ہوگی۔ فحش گوئی، بدخلقی اور پڑوسیوں کے ساتھ برا برتاؤ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ خالقِ خیر بھی ہیں اور خالقِ شر بھی ہیں۔ جو سراسر ان کی رحمت و حکمت کا مظہر ہیں۔ شر و رفتن مشیت الٰہی سے آتے رہیں گے مگر مومن کے پاس اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات بہر حال ضرور موجود ہیں۔ ہر مسلمان پر اپنے دین و ایمان کی حفاظت ہر حال میں فرض ہے اور اس کی حفاظت کے لئے یقینی تدابیر مسلمانوں کو بتائی گئی ہیں۔

آنکھ بند ہوتے ہی یہی دین یا تو جنت میں لے جائے گا یا اس کی خلاف ورزی جہنم میں لے جائے گی۔ اگر اس دین کی قدر کی اور اس پرصحیح عمل کیا تو جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے اور اگر اس سے انحراف کیا اور اعراض برتا اور اس کے مطابق عمل نہ کیا اور یہی کہتے رہے کہ ہم مجبور ہیں کیا کریں، کیا کریں، آج کل وقت ایسا ہے، وقت کا تقاضہ یہی ہے تو یہ عذر کام نہ آئے گا۔ ہم دنیا کی پریشانی اور آخرت کے مواخذہ سے ہرگز نہ بچ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان برحق ہے، ایسا ضرور ہوکر رہے گا۔ عمل اور ردعمل کا قانون کبھی نہ بدلے گا۔

آج کل کی روزمرہ زندگی میں واقعات، معاملات اور معاشرے کے حالات، سیاست کا انداز اور دفاتر کا طرزعمل، تجارت کے طریقے، تعلیم گاہوں کی تعلیم و تربیت کے احوال شاید آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے۔ افسوس یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو علمِ دین حاصل کرنے کے لئے وسائل بھی مہیا نہیں ہیں، نہ حکومت کی طرف سے اور نہ واعظین اور خیر خواہانِ قوم و ملت کی طرف سے۔

اس لئے علمِ دین نہ ہونے کی وجہ سے لا مذہبیت اور آزاد خیالی بڑھتی جا رہی ہے بلکہ اگر کہیں دین کی اشاعت و تبلیغ ہوتی بھی ہے تو لوگ بے دھڑک اسلام کے خلاف گستاخانہ باتیں کرتے ہیں۔ مغربی ذہنیت اور جدید تہذیب کے نام نہاد مسلمان اب یہ کہنے لگے ہیں کہ اسلام کو ایسے سانچے میں ڈھالا جائے کہ ہم لوگ کسی سے پیچھے نہ رہیں، نہ امریکہ سے نہ برطانیہ سے، نہ فرانس سے۔ ہمارا معاشرہ اور تہذیب و تمدن ویسی ہی ہونی چاہئے۔

تقاضائے زندگی ویسے ہی پورے کرنے چاہئیں جیسے کہ ساری دنیا کے لوگ کررہے ہیں۔ یہ کس قدر عبرت ناک واقعہ ہے کہ ایسے ناعاقبت اندیش اور نام نہاد مسلمان اپنے دین کی خوبیوں اور اصلاح و فلاح کی ناقدری کرتے ہوئے کفار و مشرکین کی ظاہری عیش و عشرت کے ساز و سامان کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی اندرونی زندگی کا بھی تو جائزہ لیجئے۔ امریکہ اور انگلینڈ والوں کی زندگی کیسی ہے۔ جو ان کے اندرونی حالات سے واقف ہیں اور ان کے تہذیب وتمدن کو دیکھ رہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ان کی زندگی میں نہ حیا ہے نہ غیرت، نہ شرافت ہے نہ انسانیت، ناپاک جانوروں سے بدتر، قابلِ نفرت زندگی ہے۔ یہ ساری قوم علانیہ شراب خوری، زنا کاری، بدمعاشی، بے حیائی اور مدہوشی میں مبتلا ہے۔ جس کی انجام کار کے لحاظ سے بربادی اور تباہی کے سوا دوسری کوئی صورت نہیں۔ عبرت کی نظر سے دیکھئے! یہی قومیں دنیا میں امن و امان کی دشمن بنی ہوئی ہیں ان کے تمام ذرائع و وسائل، قوتیں اور ایجادات بنی نوع انسانی کے لئے ہر جگہ مہلک ثابت ہو رہی ہیں۔ کیا ہم ان کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی اس ناپاک زندگی سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان عطا فرما کر شرفِ انسانیت پر قائم رہنے کے لئے چن لیا، آسان ضابطے اور اندازِ زندگانی مقرر فرما دئے۔ مسلمانوں نے ان پر عمل کر کے جو عروج حاصل کیا ہے، اس کی تاریخ میں نمایاں مثالیں موجود ہیں۔ ساری دنیا کو مہذب اور باوقار بنا دیا۔

مآثرِ حکیم الامت

بالکل تازہ جدید اضافہ شدہ اڈیشن ابھی شائع ہوا ھے۔

اس کتاب میں حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ نے حکیم الامت، مجدّدِ ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب کی حیات، مزاج، اندازِ زندگی اور خانقاہِ اشرافیہ کا اس دلنشین انداز میں نقشہ کھینچا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ صاحب ہمارے درمیان بقیدِ حیات موجود ہیں۔

اس جدید اڈیشن میں نہ صرف اُن کے مواعظ وملفوظات کی مدد سے حضرت قبلہ کی علمی، عملی اور مجلسی زندگی کا سیر حاصل تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ حضرت کے کارنامے اور ان کی کتابوں کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ جدید اضافات نے کتاب کی قدر و منزلت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسی بیش بہا تالیف ہے کہ جس کو پڑھ کر نیکی کی اُمنگ، اطاعت کا شوق اور اتباعِ سنت کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

جو لوگ دین کے ناقدر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان میں اکثر کا زاویہ نگاہ دین کے متعلق یہ ہے کہ نماز پڑھ لی، زکوٰۃ دیدی، روزے رکھ لئے، حج ادا کرلیا کہ دین کا حق ادا ہو گیا۔ ہمارا مذہب اسلام ہے، ہم مسلمان ہیں، جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں، جیسے چاہیں معاملات کریں، جیسے چاہیں آپس میں تعلقات رکھیں، جیسے چاہیں اخلاق بنائیں۔ دیگر مذاہب کے لوگ، یہودی، نصرانی یہی کرتے ہیں کہ جو مذہب ان کے پاس ہے اس کے مطابق چند رسومات ادا کر لیتے ہیں بس سمجھ لیا کہ مذہب کا حق ادا کر دیا۔ اس کا ایک راز یہ بھی ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں میں صرف عبادات کی چند رسوم ہیں۔ پرستش کے علاوہ اور کوئی تعلیم، ضابطہ، تمدنی اور معاشرتی زندگی کے لئے ہے ہی نہیں، مگر مسلمان کا مذہب ایسا نہیں۔ یہ وہ مذہب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید ایک مکمل ضابطہء حیات و ممات ہے کہ ایک شریف انسان کو زندگی کس طرح بسر کرنی چاہئے، اس کے کیا عقائد ہونے چاہئے کیا اعمال ہونے چاہئیں کیسے معاملات اور آپس کے تعلقات ہونے چاہئیں اور کیسے ان کے اخلاق و عادات ہونے چاہئیں، ایمان اور اسلام یہی ہے۔ دین کے یہی پانچ شعبے ہیں۔ ان پانچوں شعبوں میں احکام الٰہی کے مطابق عمل کرے۔ خداتعالیٰ کا قانون کسی کی رائے اور خواہش سے نہیں بدل سکتا، نہ کسی مصلحت سے، نہ کسی تاویل سے تبدیل ہو سکتا ہے۔ اگر لوگ خدائی قانون پر عمل کرنا چھوڑ دیں تو ان کے چھوڑ دینے سے قانون نہیں بدل سکتا کیونکہ خداتعالیٰ کی حکومت کا دارومدار بندوں کی فرمابرداری اور اطاعت پر منحصر نہیں۔ اس کی فرمابرداری کوئی کرئے یا نہ کرئے، ہر حال میں احکم الحاکمین ہے تو پھر اس کا قانون کس طرح بدلا جاسکتا ہے۔ **لا تبدیل لکلمٰت اللہ** ۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم صادر ہوگا۔ اس کے ساتھ اس کی رحمت و حکمت شامل ہوگی انہی احکامِ الٰہیہ کا نام شریعت ہے جن کا بجا لانا ہر مومن پر فرض ہے ، شریعت کے جن پانچ اجزاء کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان میں سے پہلا اور سب سے اہم جزوٗ تو عقائد کا ہے۔ یعنی دل اور زبان سے یہ اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے وہی حق ہے۔ عقائد میں توحید، رسالت، قیامت، آخرت، جنت، جہنم، نشر و حشر، جزا و سزا وغیرہ پر یقین اور اعتقاد سب شامل ہے اور ہر صاحبِ ایمان پر ان امور کا اعتقاد فرض اور واجب ہے، اعتقاد کا مسئلہ نہایت نازک ہے۔ اس میں ذرا سا شبہہ اور شک بھی نہایت مہلک ہے۔ عقائد کا جائزہ لیں کہ اس کی کیا صورتِ حال ہے۔ شیطان نے انسانی زندگی میں ایسے شعبدے پیدا کردئے ہیں اور لوازمات و ضروریاتِ زندگی اس قدر پیچیدہ اور پریشان کن ہوگئے ہیں کہ ان کو حل کرنے کے لئے اور اطمینان کی صورت حاصل کرنے کے لئے خواہ مخواہ نظر تدابیر اور اسباب ہی پر رہتی ہے۔ بعض وقت انسان ان تدابیر کو اختیار کرتا ہے جن میں نعوذباللہ شرک کا شائبہ ہوتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کی منتیں ماننا اور ایسے تعویز گنڈے اور عملیات کو اسباب و تدابیر کے طور پر اختیار کرنا جو شرعی طور پر قطعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں۔

عقیدہ کی خرابی عمل کی خرابی سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ آدمی کتنا ہی، بڑے سے بڑا گناہ کرے وہ کفر نہیں ہے۔ استغفار اور ندامت قلب سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن اسلام کی معمولی سے معمولی بات کہ جس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا ثابت ہوچکا ہو اس کا استخفاف یا انکار کرنا، یہ عقیدہ کی خرابی ہے۔ اور اس سے اسلام ہی باقی نہیں رہتا۔ الامان و الحفیظ۔

کلام اللہ اور کلام الرسول میں کھول کھول کر عقائد حقہ واضح کر دیئے گئے ہیں۔ عقائد کی درستگی کے لئے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی بعض دینی کتابوں کے نام نوٹ فرما لیجئے مثلاً تعلیم الدین، حیاۃ المسلمین، جزاء الاعمال وغیرہ۔ ان کو پڑھ کر اپنے عقائد صحیح اور درست رکھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ اپنی توحید کو درست کیجئے اور شرکِ خفی و جلی کے شائبہ سے بھی بچیئے۔

شریعت کا دوسرا اہم جزوَ عبادات ہیں۔ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ یہ فرائض و واجبات اس لئے ہیں تا کہ ہمارا دین برقرار رہے ۔ ہم اپنی حیاتِ جسمانی کو قائم رکھنے کے لئے جس طرح مادی غذائیں استعمال کرتے ہیں اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ۔ یہ تمام فرائض غذائے روحانی ہیں، اگر غذائے روحانی نہ لی جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔ بغیر غذا کے جسم باقی رہ سکتا ہے نہ ایمان۔ اگر انسان مادی غذائیں کھانا چھوڑ دے تو چند دنوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان فرائض و عبادات کو چھوڑ دے تو ایمان ختم ہو جائے گا۔ عبادات اس لئے ہیں تا کہ ضروریات زندگی پورا کرنے میں ہر وقت اس بات کا استحضار رہے کہ صرف یہی دنیا مقصدِ زندگی نہیں ہے، آخرت میں بھی جانا ہے اور دنیا کی زندگی ہی ہماری آخرت کا سرمایہ ہے۔ نماز پانچ وقت اسی لئے فرض ہے تا کہ بار بار اللہ تعالیٰ کی اور آخرت کی یاد دہانی ہوتی رہے مگر یہ بھی اچھی طرح یاد رہے کہ صرف نماز ، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی سارا دین نہیں ہے، کہ نماز روزہ کر لیا اور بس چھٹی ہو گئی اور مذہب کا حق ادا ہو گیا۔ اب جو چاہیں سو کرتے رہیں۔ ٹیلی وژن بھی، گانے بجانے کی تفریحات بھی کرتے رہیں۔ حقوق العباد کا بھی خیال نہ رکھیں، اعزاء و اقرباء سے قطع تعلق بھی کرتے رہیں، ماں باپ اور پڑوسیوں کو ایذا بھی پہنچاتے رہیں، بے جا غصہ بھی کرتے رہیں، غیبت اور بدگمانی میں بھی مبتلا ہوں، دل میں حسد و کینہ بھی جمائے رہیں، عورتوں کو بے پردہ گھمائیں۔ یہ سب گناہِ کبیرہ ہیں اور جہنم میں لے جانے والے اعمال ہیں۔ ہاں نماز روزہ کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جہنم سے آزادی تو ضرور مل جائے گی مگر جنت میں جبھی جانا ہو گا جب گناہوں اور بداعمالیوں کی ناپاکی سے عذابِ جہنم سے پاک کر دیئے جائیں گے۔ مسلمان کے لئے بھی قرآن و حدیث میں برے اعمال پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دین کا سارا کمال صرف نماز روزہ، عبادت میں ہی نہیں بلکہ دین کا پورا حق صبح سے شام تک کی زندگی میں احکامِ شریعت کے مطابق عمل کرنے میں ہے۔

شریعت کا تیسرا جزوء معاملات ہیں، یعنی احکامِ نکاح و طلاق، خرید و فروخت، لین دین، زراعت، تجارت، ملازمت، سیاست اور حکومت وغیرہ۔

شریعت کا چوتھا جزوَ معاشرت ہے، یعنی اُٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، لباس و پوشاک، وضع قطع وغیرہ۔ بیوی بچوں کے ساتھ سلوک، عزیزوں رشتہ داروں کے حقوق، مسلم نوکروں اور پڑوسیوں کے حقوق وغیرہ۔

معاملات اور معاشرت جو کہ دین کا تیسرا اور چوتھا جزوَ ہیں ان میں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکام و ہدایت کی فرمانبرداری فرض اور واجب ہے۔ یہ دین کا تیسرا اور چوتھا جزوَ ہی ہے جو نفس و شیطان کا خاص اکھاڑہ ہے، معاملات و معاشرت میں اس وقت ہزاروں طرح کے فساد اور ناجائز و حرام باتیں اس طرح شامل ہوگئی ہیں کہ ہم ان سے مانوس ہوتے جارہے ہیں۔ اس لئے توبہ و استغفار کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ طرح طرح کی رسوماتِ خلافِ شرع اور بدعات سے بچنا اور دین کو سنبھالنا اور اس پر قائم رہنا یہ اس وقت خاص جہاد ہے۔ احکامِ شریعت کے مطابق حقوق العباد کا خاص طور پر خیال رکھنا ہو گا۔ حقوق العباد کا معاملہ بھی بڑا سخت ہے۔ ہم پر کیا اور کس کس کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے اور کیا ہم وہ حقوق خاطر خواہ ادا کر رہے ہیں۔ حقوق العباد کو ادا کرنا گویا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا ہے۔ حقوق میں والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، اعزاء و اقرباء کے حقوق، زوجین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق، سب دیکھنے ہوں گے اور سب کو ادا کرنا ہوگا۔ اگر ایسا نہیں کیا تو خدا کے قانون کے خلاف ارتکاب پر ضرور مؤاخذہ ہوگا۔ دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی، نماز روزہ کے باوجود حقوق العباد میں کوتاہی یقیناً سزا کا باعث ہو گی۔ کلام اللہ میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور شکر گزاری کے بعد انسان کو اپنے ماں باپ کی اطاعت اور خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ اپنی روزمرہ کی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھیں کہ والدین کے حقوق ادا ہو رہے ہیں؟ اگر والدین راضی اور خوش ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی اور خوش ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ کی خوشی والدین کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والدین کے غصہ میں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے کی، میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے کی، میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے کی،

تین بار یہ فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنے باپ سے نیک سلوک کرنے کی۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایسے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے بڑے سے بڑا گناہ یعنی اکبر الکبائر بیان نہ کروں؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ضرور بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کو ناراض کرنا۔

ایک حدیث میں روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور جہاد میں جانے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمھارے ماں باپ ہیں؟ جواب دیا کہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہی کی خدمت میں کوشش کرو۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی دور تک جاتی ہے کہ وہ راستہ ۵۰۰ برس میں طے ہو۔ والدین کی نافرمانی کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ الامان۔

بصائر حکیم الامت

مرشدی حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب کی تعلیمات پر مبنی حقیقتِ تصوف و سلوک اور اس کے متعلق ازالۂ ابہام و شکوک کی نہایت تفصیل سے وضاحت فرمائی ہے۔ مسائل تصوف کا کوئی گوشہ ایسا نہیں بچا جس پر تحقیقی و تدقیقی نگاہ نہ ڈالی ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ "تصوف" کو ایک مکمل فن کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ سالکانِ راہِ طریقت کے لئے یہ کتاب ایک نعمتِ غیر مرقبہ ہے۔

حدیث میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے یہاں ایک لڑکا ہے جو حالتِ نزع میں ہے اس کو لاالہٰ الا اللہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے مگر اس کو اس پر قدرت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ پہلے سے اس کلمہ کو پڑھنے کا عادی نہ تھا۔ عرض کیا گیا برابر پڑھتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس وقت نہ پڑھنے کا سبب کیا ہے اور آپ ﷺ خود اٹھ کر وہاں تشریف لے گئے اور اس کو کلمہ کی تلقین کی، اس نے کہا مجھے اس کے پڑھنے پر قدرت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کیوں؟ لڑکے نے عرض کیا کہ میں اپنی والدہ کی نافرمانی کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ سے اس کی خطا معاف کرائی تو اس کی زبان کھل گئی اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اندازہ لگائیے کہ والدین کے حقوق کی کیا اہمیت ہے اور صلہ رحمی یعنی اعزاء و اقرباء سے تعلق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا کیا مرتبہ ہے۔ اب جو والدین کے حقوق میں کوتاہی کر رہا ہے، اعزاء و اقارب سے قطعہ تعلق کر رکھا ہے تو اس کی سزا دنیا و آخرت دونوں جگہ بھگتنی پڑے گی اور ضرور بھگتنی پڑے گی۔

اگر دین دار بننا ہے تو زوجین کے حقوق کی رعایت کرنا ہوگی، اگر نہیں کریں گے تو خدائی احکام کی نافرمانی ہو گی۔ جس کی سزا ضرور ملے گی، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہے، بدمزاجی ہے، ایک دوسرے سے نہیں بنتی تو جب تک جئیں گے بدمزہ زندگی ہے اور مریں گے تب بھی مؤاخذہ ضرور ہوگا۔ شوہر سے باز پرس ہوگی کہ تم نے بیوی کو کیوں راضی نہیں کیا، بیوی سے مؤاخذہ ہوگا کہ تم نے شوہر کی اطاعت کیوں نہیں کی؟ عنداللہ بیوی پر واجب ہے اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اور شوہر پر واجب ہے اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا اگر اس میں کوتاہیاں ہو رہی ہیں تو یاد رکھئے کوئی عذر نہیں چلے گا کہ شوہر صاحب کہہ دیں کہ بیوی بدزبان تھی یا بیوی صاحبہ کہہ دیں کہ میاں بدمزاج تھے۔ یقیناً سزا بھگتنی پڑے گی۔ اگر دونوں میں ناچاقی ہے تو صلح کرلو، معاملہ درست کرلو، ورنہ جب تک زندگی رہے گی بدمزہ اور کڑوی رہے گی۔ پُرآشوب زندگی رہے گی۔ اگر ایک سے دوسرے کے حقوق میں ظلم ہوا تو سزا ضرور ملے گی۔ مردوں کو محسنِ عالم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے حق میں تم کو اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ اس لئے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو۔

اکثر سیرت کی کتابوں میں یہ روایت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ ولیہ وسلم کے آخری لمحہ حیات میں زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ الصلوٰة الصلوٰة وما ملکت ایمانکم۔ یعنی نماز کا اور ان کے حقوق کا بڑا خیال رکھو جو تمھارے قبضہ میں ہیں۔ امت کو دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بطور وصیت کے فرما رہے ہیں۔ شوہر کا بات بات پر بیوی سے ناراض ہونا یہ نہایت بدخلقی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مومنِ کامل وہ مسلمان ہے جس کا خُلق اچھا ہے اور جو اپنے اہل و عیال پر بہت مہربان ہو۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔ اگر مومن کامل بننا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو یاد رکھئے اور اس معاملہ میں اگر نفس سے جہاد کرنا پڑے تو یہ جہاد اکبر ہے۔

عورتوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ

عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ ذرا بیویاں غور کریں کہ ان ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر کا کتنا بڑا حق ثابت ہوتا ہے۔ اور ایک حدیث میں صاف ارشاد ہے کہ اس عورت کی نماز اس کے سر سے اوپر نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے۔ جب تک کہ وہ اس سے باز نہ آئے۔ اسی طرح عورت کے متعلق جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اس کی نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے۔

اب جو بیبیاں اپنے شوہروں کو ناخوش اور ناراض کر کے نماز روزہ بھی کرتی ہیں تو ان کی نماز روزے بھی مقبول نہیں ہوتے۔ ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دوزخ میں زیادہ عورتیں دیکھیں۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ تو خیال کرنے کی بات ہے کہ عورت کو خاوند کی ناشکری کہاں لے جانے والی بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ شوہر کا راضی اور خوش رکھنا عورت کے لئے بہت بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں کا جنت میں پہنچنا زیادہ سہل اور آسان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت و آبرو بچالے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ ایک حدیث میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنتی ہے۔ اسلام نے پردہ اور حجاب کے اندر عورت کو عصمت و عفت کا بہت اونچا مقام عطا فرمایا ہے لیکن تہذیب حاضر نے مخلوط تعلیم کے ذریعہ سے فطری حیا اور شرم سے بے گانہ عورت کے بے محابا اور بے باکانہ بے پردہ ہو جانے سے آئندہ نسلوں کی شرافتِ خاندانی اور وقارِ نسوانی کو سخت خطرے میں ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرماویں، مگر اس وقت بھی اس کا جو وبال مسلط ہے وہ قیامت سے کم نہیں۔ لڑکے لڑکیاں ماں باپ سے بغاوت کر رہے ہیں۔ شوہر و بیوی میں ہر وقت تلخی و ترشی کا معاملہ ہے۔

یہ آئندہ نسلیں جو مغربی اور مشرکانہ انداز کی مخلوط تعلیم کے زہر آلودہ ماحول میں اپنی ذہنی پرورش کر رہی ہیں خدا جانے آئندہ ان کا کیا مذہب ہو گا۔ ہم پر یہ واجب ہے کہ اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت دیں۔ ان کی بنیاد ایمانی اور اسلامی تقاضوں پر رکھنا ضروری اور واجب ہے۔ اگر اس میں والدین کوتاہی کریں گے تو یقیناً دنیا میں بھی اس کا خسارہ بھگتیں گے، اولاد نافرمان ہوگی، دینی اور اسلامی تقاضوں سے ناواقف ہو گی، خود بھی دوزخ میں جائے گی اور ماں باپ کی آخرت بھی خراب کرے گی۔ حقوق کا معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ پڑوسی اور ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی پر بھی اسلامی شریعت نے بڑا زور دیا ہے۔ آج اسلامیات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے معاشرے کی حالت یہ ہے کہ اکثر کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارا پڑوسی کون ہے؟ کس حال میں ہے؟ اور بعض تو اس سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور پڑوسی کی ایذا و تکلیف دہی کا باعث بنتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اہمیت کے ساتھ پڑوسی کے حقوق کی وضاحت فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون شخص مومن نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں سے مامون نہ ہو۔

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت کا حال بیان کیا گیا کہ وہ روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے، تہجد بھی پڑھتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ حضور صلی علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنم میں داخل ہوگی۔ (چاہے سزا بھگت کر نکل آئے) یہ سزا اور وعید تو پڑوسی کو ستانے اور ایذا پہنچانے پر ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جانتے بھی ہو پڑوسی کا حق کیا ہے۔ سنو، اگر وہ تجھ سے مدد چاہے تو اس کی مدد کر، اگر قرض مانگے تو اس کو قرض دے، اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کر، اگر ہمسایہ بیمار ہو تو عیادت کر، اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا، اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارکباد دے، اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کر، بغیر اس کی اجازت اس کے مکان کے پاس اپنا مکان اونچا نہ کر جس سے اس کی ہوا رک جائے، اگر تو پھل خریدے تو اس کو بھی ہدیہ دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو ایسی طرح گھر میں پوشیدہ رکھ کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد باہر نہ نکالے تاکہ پڑوسی کے بچے اس کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں اور اپنے گھر کے دھوئیں سے اس کو تکلیف نہ پہنچا مگر اس صورت میں کہ جو پکائے اس میں سے اس کا حصہ بھی نکالے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پڑوسی کا حق صرف یہی نہیں کہ اس کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ اس کی تکلیف کو برداشت کیا جائے۔

پھر شریعت اسلامیہ نے عام مسلمانوں کے بھی کچھ حقوق رکھے ہیں اور عام مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ انسانوں کے بھی، گو وہ مسلمان نہ بھی ہوں

اور انسان ہی کے نہیں، ہماری شریعت تو ایسی باکمال ہے کہ جانوروں تک کے حقوق ہم پر لازم کئے ہیں۔ اس لئے خواہ وہ حقوقِ والدین ہوں یا حقوقِ زوجین ہوں یا عزیز و اقرباء یا عام مسلمانوں یا انسانوں کے حقوق ہوں ان کے ادا کرنے میں آپ کو مجاہدہ بھی کرنا پڑے گا، صبر و ضبط اور تحمل و بردباری کو بھی اختیار کرنا ہوگا۔ ایثار و قربانی سے بھی کام لینا ہوگا۔ سینے کو کینہ اور حسد سے بھی پاک کرنا ہو گا۔ انتقامی جذبات کو بھی روکنا ہوگا۔ یہی عام تعلقات اور معاملات ہی تو نفس و شیطان کا اکھاڑہ ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور دیگر عبادات کا سرمایہ سب عام تعلقات و معاملات میں ہی کام دیتا ہے، کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی صحیح طور پر ہو جائے۔ ہمارے اسلاف نے تو اس معاملے میں اپنی جانیں تک قربان کردیں اور شہادتیں حاصل کرلی ہیں۔ یہ مجاہدہ تو آپ کو کرنا پڑے گا۔ اسی میں دین کی سلامتی ہے، انسانیت کی شرافت ہے۔ آپ دوسروں کو نہ دیکھیں کہ وہ آپ کے ساتھ کیا رویہ رکھتے ہیں، آپ اپنے کو دیکھیں کہ آپ کے لئے دین کا کیا مطالبہ ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کن امور اور حقوق کا پابند بنایا ہے۔ سارے دین کا انحصار اسی میں ہے، وہ بدی کریں تم نیکی کرو، مردانہ وار ہمت یہی ہے اور اس کے لئے خیال رکھو ورنہ یاد رکھو یہاں بھی زندگی دوزخ ہے اور آخرت میں بھی دوزخ ہے۔ گو عارضی سہی، دائمی نہ سہی۔ میں نے تمام ایمان کے مطالبات آپ کے سامنے اجمالاً پیش کر دیئے اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو ان کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ان پر ثابت قدم رکھیں۔ ان ایمانی مطالبات کے بعد ذرا اپنے گرد و پیش کے ماحول میں اپنے ایمان کا جائزہ لیجئے۔ جو بیدینی کی باتیں معاشرے کے اندر دین کے پیرائے میں پیدا ہو رہی ہیں، مثلاً جہاں کوئی دشواری اور پریشانی روزگار میں یا کسی دوسرے معاملے میں پیش آئی تو تعویز گنڈے، عملیات یا وظیفہ کی طرف دوڑ ہوتی ہے۔ یہ سفلی عمل ہے یہ جادو ہے۔ یہ سحر ہے۔ کسی نے سحر کردیا ہے روزگار گرتا جا رہا ہے اور نقصان ہوتا جا رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ لڑکیاں بیٹھی ہیں رشتے نہیں آتے، جو رشتہ آتا ہے چھوٹ جاتا ہے۔ کسی نے دشمنی میں کچھ کروا دیا دیا ہے۔ اسی طرح مرد ہوں یا عورتیں، طرح طرح کے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہیں۔ ٹیلی ویژن بھی چل رہا ہے، گانے بجانے کی ریڈیو پر تفریحات بھی ہو رہی ہیں، محرم و نامحرم کا کوئی سوال ہی نہیں، شرعی پردہ اور غیرت و حیا چھوڑ رکھی ہے۔ دنیا بھر کی بدتمیزیاں دنیا بھر کی بے ایمانیاں اور خلافِ شرع باتیں اختیار کر رکھی ہیں۔ مکان تصویروں سے سجے ہوئے ہیں۔ کھانے پینے، رہنے سہنے، وضع قطع، لباس اور پوشاک، شکل وصورت سب غیر شرعی مگر دیکھنے میں بہت دلفریب و دلکش اور لذیذ۔ مگر حقیقت میں سب گندے، سب ناپاک، اسلام کے خلاف اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف اور اس پر سہارا ڈھونڈتے ہیں تعویز گنڈوں کا عملیات کا وظیفوں کا۔ نہ گناہوں کے چھوڑنے کا خیال نہ توبہ اور استغفار کی فکر نہ رجوع الی اللہ نہ اپنے اعمال پر ندامت و شرمندگی نہ اللہ کو راضی کرنے کا خیال۔ یہ سب عقیدے کی خرابی ہے ایمان کی کمزوری ہے۔ تعویز گنڈوں کو مؤثر سمجھ لیا گیا ہے۔ گویا اللہ سے تو کچھ مطلب نہیں۔ تعویز گنڈے سب کام بنا دیں گے۔ کسی نے دینی رنگ اختیار کیا تو آیت کریمہ کا ختم کروالیا۔ قرآن خوانی ہوگئی۔ یاد رکھئے کہ اللہ کے کلام کی بے حرمتی، بے ادبی اور بے موقع استعمال کرنا ادب و احترام کے خلاف ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہ بھی ایک رسم ہوگئی ہے کہ کوئی بھی جائز یا ناجائز کام شروع کیا جائے تو قرآن شریف کی تلاوت تبرکاً کرنا بڑا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے کہ کسی نے ہوٹل کھولا قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ کسی نے دکان کھولی تو قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ کسی کا مقدمہ چل رہا ہے تو آیت کریمہ کا ختم کیا جا رہا ہے۔ کسی نے مکان بنایا، چاہے رشوت اور ناجائز کمائی کا پیسہ لگایا ہو، قرآن خوانی کی جا رہی ہے کہ بلائیں دور ہو جائیں گی اور چین اور سکون مل جائے گا۔ اب تو یہاں تک بے باکی، گستاخی اور جرأت ہونے لگی کہ سینما والے قرآنی آیت، و اللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا، یاد دلا کر فلم خانۂ خدا سینما گھر میں دیکھئے۔ ثقافتی جلسوں میں تلاوتِ قرآن سے آغاز کیا جاتا ہے اور بعد میں گانے بجانے، ناچ رنگ کئے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے ڈرو اور خوف کھاؤ۔ یہ اللہ کے کلام کے ساتھ انتہائی بدتمیزی اور انتہائی گستاخی ہے اور خدا کے غضب و قہر کو دعوت دینا ہے۔ خدا جانے اس پر کیا سزا ملے گی۔ خوف ہے کہ کہیں ایمان سلب نہ ہو جائے۔ ہم نے اللہ کے کلام کو دنیا کے کام نکالنے کا مشغلہ بنا لیا ہے۔ کیا کلامِ الٰہی کا یہی مصرف ہے؟ یاد رکھو کہ جو اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے وہی ان کے کلام کی بھی عظمت ہے۔ کلام اللہ کے ساتھ غیر صحیح مصرف، اللہ جل شانہٗ کے ساتھ گستاخی ہے اور گناہِ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کے سوا اور کچھ نہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ تبارک تعالیٰ کا یہ کلام تو اتنا باعظمت ہے کہ خود حق تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس کا مفہوم ہے کہ (اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا) کلام اللہ تو بڑی عزت و جلال کا کلام ہے۔ اس کے نزول کی غایت انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف عطا کرنا ہے۔ اس کے ایک ایک حرف اور لفظ کے اندر نور ہے جو انسانی فطرت کے جہل اور نفس کے ظلماتی تقاضوں کو منزہ اور مصفا کرتا ہے۔ جہاں اس کی تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے میں اجر و ثواب بے انتہا اور بے اندازہ ہیں وہیں اس کی بے حرمتی، بے وقعتی کی سزا بھی ایسی ہی سخت ہے کہ الامان و الحفیظ۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کو قرآن نے جس کی شفاعت کی وہ نجات پا جائے گا اور جس کے ساتھ قرآن نے جھگڑا کیا (یعنی اس کی خلاف ورزی کی) تو اُس کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا۔ ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد ہے کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے کہ جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے (یعنی منتقم ہے) کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا ہے۔ جو شخص اِس کو اپنے آگے رکھے اُس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پسِ پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ فقہاء نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اسبابِ تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جائے تو وہاں درود شریف پڑھنا ممنوع ہے۔ خدا کے لئے دین کی عظمت دلوں میں پیدا کرو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دنیا بھر کے فواحش و منکرات کئے جائیں۔ صبح سے شام تک معصیت اور نافرمانی میں گھریں مگر جب عمل اور ردِ عمل کا قانونِ خداوندی نافذ ہو اور کوئی پریشانی، مصیبت، دکھ یا بیماری کا سامنا ہو تو بس ختم قرآن کروا لیا، آیت کریمہ کا ورد کروا لیا، سب کام بن جائیں گے۔ نہ گناہوں کو چھوڑنے کی ضرورت نہ توبہ و استغفار سے اللہ کو راضی کرنے کی ضرورت۔ اگر ہمارے عقیدے صحیح ہوتے اور توحید درست ہوتی تو ہم اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے، بجائے تعویز گنڈوں کے۔ "ایاک نعبدو و ایاک نستعین" کا ورد کرتے، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرکے ندامت قلب کے ساتھ استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے شاملِ حال ہوتی۔ یہ عذر بہت ہی نامعقول اور لغو ہے کہ ہم رسومات سے کیسے بچیں، بڑا مشکل ہے، محلّہ والوں سے، عزیزوں سے رات دن کا معاملہ ہے، ان کی رسومات میں کیسے شرکت نہ کریں۔ مجبوراً شرکت ہو تو ان رسومات کو اچھا نہ سمجھو، دل میں کراہت رکھو اور توبہ استغفار کرو مگر یاد رکھو کہ تم جتنے چاہو مجبور بن جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون تو جاری رہے گا۔ خلاف ورزی پر اس کا وبال ضرور ہوگا۔ مجبوری کوئی معقول عذر نہیں ہے، بات یہ ہے کہ ہم کو ان رسومات سے خودکراہیت نہیں، جب ہم کو شریعت کا احترام ہوگا تو ہم خود جس طرح چاہیں گے ان کی شرکت سے بچنے کے لئے حسن وخوبی سے کوئی صورت اختیار کریں گے۔

حضرتِ اقدس عارف باللّٰہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ دامت برکاتہم کی مقبول ترین تالیف:

اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب کی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قلیل عرصے میں دنیا کی مختلف زبانوں میں ساٹھ سے زائد اڈیشن چھپ چکے ہیں۔ ہر سال پانچ چھ ایڈیشن چھپ جاتے ہیں اور مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اردو، انگریزی، سندھی، گجراتی، فارسی، عربی اور ہندی میں اس کے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد شفیعؒ صاحب نے اس کتاب کے متعلق ارشاد فرمایا: -

ہمارے محترم بزرگ عارف با اللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی صاحب نے جو سیدی حضرت حکیم الامت تھانویؒ صاحب کے خلیفہء خاص ہیں، عام لوگوں کو اطاعتِ رسول اور اتباعِ سنت کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے شمائل و خصائل کی مستند کتابوں سے ہر شعبہء زندگی کے متعلق ہدایات کو واضح اور نمایاں کرکے جمع فرما دیا ہے جو کتبِ شمائل کا اصل مقصد ہے۔ جن کتابوں سے یہ مضامین لئے گئے ہیں ان کا مستند اور معتبر ہونا خود اس مجموعے کے مستند ہونے کی ضمانت ہے۔ الحمدللہ شمائل نبویہ کا یہ بہت اچھا مجموعہ عام فہم اور سلیس زبان میں جمع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرماویں اور کتاب کو مقبول اور مفید بنا دیں۔ واللہ المُستعان۔

اب ذرا آج کل کے نکاح و شادی کی تقریبات پر نظر کر لیجئے، کیا ہورہا ہے، بڑے بڑے قیمتی اور خوشنما رنگا رنگ دعوت نامے چھپ رہے ہیں۔ آخر میں دیکھئے کون مدعو کر رہا ہے، بیگم و فلاں صاحب۔ بیگم صاحبہ کا نام پہلے آتا ہے اور شوہر صاحب کا نام بعد میں آتا ہے۔ وہی فرنگی تہذیب والی ذہنیت ہے۔ یہ کورانہ تقلید اسلامی نقطہء نگاہ سے بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔ پھر کارڈ میں لکھتے ہیں، نکاح مسنونہ، ولیمہ مسنونہ، ماشاء اللہ۔ کیا خوب نکاح مسنونہ اور ولیمہ مسنونہ ہے۔ ذرا شادی ہال میں جاکر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ دُلہن دلہا کے فوٹو لئے جا رہے ہیں، عورتوں مردوں کا اختلاط، بلا روک ٹوک ویڈیو لیا جا رہا ہے۔ طرح طرح کے گناہِ کبیرہ، اسراف جو آج کل شادی ہالوں میں ہو رہا ہے ان کی زندگی میں بار بار یاد تازہ کریں گے۔ کھڑے ہو کر کھانا کھایا جائے، قاضی صاحب خطبہ پڑھ رہے ہیں سامنے سے فوٹو لئے جا رہے ہیں، ویڈیو بھی بن رہا ہے، گانے بجانے کی آوازیں بھی آ رہی ہیں۔ دلہا صاحب ہیں کہ سہرے میں ڈھکے ہوئے ہیں جو کہ خالص مشرکانہ ہندوؤں کی رسم ہے، جو تشبیہ بالکفار کا شائبہ لئے ہوئے ہے۔ دلہا صاحب کو تحفہ میں سونے کی انگوٹھی دی جاتی ہے جس کو مرد کو پہننا حرام ہے۔ دلہن صاحبہ کے میک اَپ میں نیل پالش کا استعمال لازمی ہے جسے لگانے کے بعد نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل۔ شادی ہال کو ہر طرح کی خوش نمائیوں اور مختلف رنگ کی روشنیوں سے سجایا جاتا ہے جو شرعی اعتبار سے اسراف و تبزیر ہونے کی وجہ سے شیطان لعین کا بھائی بننے کا فخر حاصل کیا جا رہا ہے۔ شرکاءِ تقریب کو نہ نماز کا خیال نہ جماعت کی فکر۔ یہ ہے وہ عقد مسنونہ یا ولیمہ مسنونہ کی ہیئت کذائی، جو نہ معلوم کتنے گناہ کبیرہ، اسراف، حرام و ناجائز امور کا مجموعہ ہے۔ **استغفر اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔**

اب اس کے خمیازہ پر نظر کیجئے۔ شادی ختم ہوگئی، بڑی شان و شوکت سے ہوئی۔ کئی ہزار کی رقم ڈیکوریشن اور میرج ہال کو دی گئی، کئی ہزار دعوت میں خرچ ہوئے، کئی ہزار ویڈیو بنانے پر دینے پڑے۔ بیٹھ کر تخمینہ لگایئے کہ کتنے کے خرچ کا اندازہ تھا اور کتنا خرچ ہو گیا، اور وہ بھی زیادہ تر خدا کی نافرمانیوں میں۔

اکثر قرض کا بے اندازہ بار اس کا خمیازہ ہوتا ہے۔ انا للّٰہ انا الیہ راجعون۔

قانون شریعت کے مطابق عمل ردِعمل کے تحت اس کی سزا بھگتنی پڑے گی یا نہیں۔ حق تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرّہ۔ ایک ایک ذرّے کا حساب دینا پڑے گا، کتنا اسراف کیا، کتنی نافرمانیاں کیں، کتنے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے، کتنی بدعات و رسومات خلافِ شرع کیں۔ اس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ وہ خمیازہ یہ ہے کہ مہینہ بھر بھی نہیں گزرا کہ شوہر اور بیوی میں مزاجی اختلاف شروع ہو گیا۔ زندگی میں تلخی پیدا ہونے لگی۔ دونوں فریق کالج کی آزادانہ فضاؤں کے تعلیم یافتہ ہر ایک کو اپنی فوقیت کا احساس، آپس میں نہ باہمی اعانت کا احساس نہ محبت نہ رواداری۔ اگر دین سے بیگانگی ہوئی تو طہارت نہ عبادت۔ ایسا اختلاف بڑھتے بڑھتے شدّت اختیار کرلیتا ہے اور طلاق و خلع کی نوبت آجاتی ہے۔ یہ سب بے دینی بد اخلاقی اور آزاد خیالی کا خمیازہ ہے اکثر خاندان انہی حرکات سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

ماں باپ کو اگر ان لوگوں کی ازدواجی زندگی پریشان کن معلوم ہوئی تو وہ اس کے تدارک کے لئے عملیات اور تعویز گنڈوں کے پھیر میں پڑ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کسی کے حسد کا نتیجہ ہے، کسی نے جادو کر دیا ہے، کسی نے عمل کر دیا ہے۔ مگر اس بات کا احساس نہیں کہ خود کتنے گناہوں اور خلافِ شرع باتوں کا ارتکاب کر چکے ہیں، جس کا یہ وبال ہے۔ یہ ایسا وبال ہے جو گھر گھر رائج ہو رہا ہے۔ خدا کے لئے ان باتوں کا جائزہ لو، خلافِ شرع باتوں کو ترک کرو، استغفار کرو اور سیدھی سادھی اسلامی زندگی بسر کرنے کا اہتمام کرو، انشاء اللہ عافیت اور سکونِ قلب حاصل ہو گا۔ ان سب باتوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ دل سے توبہ کرنا چاہئے اور ان کو ترک کر دینا چاہئے۔ اس لئے بھائی ہوش میں آ جایئے۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے رہو اور خود بھی اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی بتانا چاہئے کہ ایسی تقاریب نہ کرو جس کا نتیجہ خود مشاہدہ کر رہے ہو کہ کتنا ناگوار ہے، کتنا عافیت سوز ہو رہا ہے۔ دنیا میں کتنی ذلت ہو رہی ہے، رسوائی ہو رہی ہے اور زندگی وبال ہو رہی ہے۔

دُعا :- یا اللہ جب آپ نے ہم کو دین دیا ہے اور دین کے تقاضے ہم کو بتا دئے ہیں اور ہر قسم کے گناہِ صغیرہ و کبیرہ سے ہم کو مطلع کردیا ہے اور اس کے وبال سے جو دنیا و آخرت میں ہیں، اس کا بھی صاف صاف اعلان کر دیا ہے تو یا اللہ ہم جب اپنی نادانی و غفلت اور رسم و رواج کی مجبوریوں سے ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ہم کو اس کا احساس اور توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرما کر معاف فرما دیجئے۔ یا اللہ ہمارے ایمان میں ایسی قوت عطا فرمایئے کہ ہم نفس و شیطان اور معاشرے کے فتنوں سے مغلوب نہ ہوں۔ ہم کو ایسی عقل و محبت عطا فرمایئے کہ ہم آپ کی تربیت کے مطابق اپنے اندازِ زندگانی کو ہموار رکھیں۔ رسوماتِ شادی وغمی کے لئے مثالی نمونہ عطا فرمایئے کہ ان کے مطابق ہماری سب تقریبات اور معاشرت ہو جائے۔

یا اللہ آپ نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سب کچھ کر کے دکھلا دیا ہے۔ ہم کو اپنی مرضیات کے موافق تمام معاملاتِ زندگی میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ فی زمانہ ہمارا ماحول ایسا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ایمان خطرے میں پڑگیا ہے اور ہم خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم صاحبِ ایمان ہیں ہم نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔ یہ سب آپ کی دی ہوئی توفیق ہے۔ ان کے علاوہ اور سب معاملاتِ دین پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے اور ایسے تمام امور سے محفوظ رکھئے جن پر آپ کا غضب نازل ہو رہا ہے اور ہر حال میں عذابِ دنیا اور عذاب آخرت سے محفوظ رکھئے۔ ہم کو ایسی فہم وعقل عطا فرمائیں کہ ہم بے دینی کو بے دینی سمجھیں، کفر کو کفر سمجھیں، غیر شرعی رسومات ومنکرات کو برا سمجھیں۔ بدعات کو ضلالت سمجھ کر ان سے الگ رہیں۔ توبہ کریں، استغفار کریں۔

یا اللہ اب تک جو غفلت اور معصیت میں زندگی گزاری اس کی تلافی اپنی رحمت و مغفرت سے فرما دیجئے اور آئندہ زندگی ایمان و اسلام کے ضابطوں کے ساتھ بسر کرنے میں ہماری اعانت فرماتے رہئے۔

یا اللہ ہمارے عقیدے صحیح فرمادیجئے اور گمراہی سے بچالیجئے اور ہمارے اعمال اپنی مرضی کے مطابق اور شریعت کے ضابطے کے اندر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ دنیا میں بھی فلاح و عافیت عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی ہماری نجات فرمایئے۔ صدقہ اپنے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری دعائیں قبول فرما لیجئے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التوب الرحيم ـ وصلى اللّٰه تعالىٰ على سيدنا و مولانا محمد و علىٰ اله و اصحابه و بارك وسلم۔

۱۰